بعون اللہ الملک العزیز العلام

رسالہ

اعانت الاخلاق

یعنی

اصلاح الخیالات

مصنفہ

جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب صدیقی
نبیرہ حضرت مولوی محمد فضل اللہ صاحب مرحوم

شمس الاسلام پریس میں طبع ہوا

چنانچہ بحکم الہی باپ اپنے بیٹے کو قتل کرنے تیار ہو گئے اور بیٹا قتل کے لیئے راضی ہو گیا یہ ہے اطاعت جس کی تقلید ہمکو کرنی چاہیئے - ان تمام احکام کے علاوہ عقلاً یہ بات سمجھنے کے قابل ہے کہ باپ ہی کی وجہ سے ہم دنیا میں آئے ہم کو ماں باپ نے محنت سے پالا پرورش کیا اور ہماری بہتری کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا تعلیم و تربیت میں رقم کثیر صرف کی آخر ہم کو اس نوبت پر پہنچا دیا کہ لوگ ہم کو بیرسٹر کہنے لگے اور لوگوں میں ہماری عزت و توقیر ہونے لگی - اگر ماں باپ روپیہ صرف نہ کر کے ہمکو بلا تعلیم یوں ہی چھوڑ دیتے تو یقین جانیئے کہ ہم بھی چپراسیوں کے زمرہ میں داخل ہوتے پس یہ سب احسانات والدین کے ہیں کہ لوگوں کی نظروں میں ہم آج موقر ہیں -

عین الدین - دیگر اقربا کے جیسے والدین بھی ہیں اون کو اتنا تفوق کہاں سے حاصل ہوا میرے خیال میں البتہ ماں باپ توالد و تناسل کی ایک مشن ہے پس مشن کی عزت کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے -

مہدی حسین - تعجب اور سخت تعجب ہے کہ آپ کے ایسے بیہودہ خیالات ہیں فی الواقع آپ کی تعلیم و تربیت میں جس قدر روپیہ آپ کے والد نے صرف کیا وہ بیکار ہو گیا۔ اور اونکی محنت ضائع گئی۔ باپ کو تفوق اس وجہ سے حاصل ہے کہ وہ آپ کے وجود کے باعث ہیں اونہی کی وجہ سے آپ نے دنیا دیکھی اور اس درجہ پر پہونچے۔ اگر کوئی شخص آپ کو ایک سگریٹ دیتا ہے تو آپ اوس کا شکریہ ادا کرتے ہیں کیا باپ اوس سے بھی گیا گذرا ہوا۔ یاد رکھئے کہ اگر آپ کی یہی رفتار رہے گی تو آپ کا درخت امید کبھی سرسبز نہ ہوگا۔ چاہ کن را چاہ درپیش۔ ایک روز ضرور وہ آئے گا کہ آپ کے فرزند آپ سے زیادہ وسیع الخیال ہوں گے۔ اور ادب کے دائرہ سے قدم باہر کر کے اوس سے زیادہ آپ کے حق میں سخت ثابت ہوں گے جس قدر آپ اپنے والدین کے حق میں ہیں۔ کیا آپ اس روز بد کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ خدا کے لئے یہ طریقہ چھوڑ دیجئے اور ایسی چال اختیار کیجئے کہ ماں باپ آپ سے راضی رہیں۔

اور آپ کے لئے دعائے خیر کریں۔ ماں باپ کی دعا اولاد کے
حق میں بہت جلد قبول ہوتی ہے ہم جیسے چند لوگ ولایت سے
تعلیم پاکر ہندوستان آئے اور دوسرے بیرسٹروں کو بھی بدنام کئے۔

چو از قومے یکے بیدانشی کرد	نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

ہم جیسے اشخاص کے حرکات دیکھ کر ایک صاحب نے بیرسٹر
کی جن الفاظ میں تعریف کی ہے وہ حقیقت میں بہت صحیح اور
قابل داد ہے ہم لوگوں کو اوس سے سبق لینا اور عبرت حاصل
کرنا چاہیئے۔

دیسی بیرسٹر کی اصلی تعریف

"بیرسٹر اوس کو کہتے ہیں جس نے بیرسٹری کے امتحان میں کامیابی
حاصل کی ہو اور عربی و فارسی میں بھی اوس نے ایک مناسب
حد تک تعلیم پائی ہو۔ کریم النفس اور خوش اخلاق۔ ذہین اور
طباع ہو۔ عقل سلیم رکھتا ہو۔ ملک اور قوم کو اوس سے مدد
ملتی ہو" لیکن بعضوں نے بیرسٹر کی یوں تعریف کی ہے۔

جس نے ولایت کا سفر کیا ہو اور اس کی تعلیم و جلسوں میں کم سے کم پونے پانچ ہزار پونڈ صرف ہوا ہو۔ بداخلاقی و تنفر قومی سے مشہور ہو۔ بے املانویس اور بدخط ہو۔ اپنی تعریف خود کرتا ہو۔ مغرور و متکبر ہو کم سے کم ماہانہ دو آدمیوں کو بلاقصور ہنٹر یا بید سے مارتا ہو اور ایسے افعال پر اوس کو فخر ہو"۔ بیرسٹر کی تعریف ہم لوگوں کی رہنمائی کے لئے دو طریقوں سے کی گئی ہے۔ اپنے اعمال پر نظر کر کے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ کس تعریف میں داخل ہے۔ تعریف ثانی سے ہم کو اجتناب کرنا چاہیئے۔

عین الدین۔ کیا آپ نے مجھ کو سب سے بدتر بنا دیا؟

مہدی حسین۔ نہیں نہیں آپ تو شریف الخاندان اور معزز اشخاص سے ہیں۔ آپ کی نسبت ایسا خیال کیوں کرتا بحث ہمارے دیسی اصحاب سے ہے جو ولایت سے تعلیم پاکر آنے کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ ساری دنیا کی قابلیت اور حکومت اون کو مل گئی اور دنیا میں سب سے زیادہ وہ سرآوردہ

اور ممتاز ہیں۔ مجھ کو آپ کی ذات سے بحث نہیں ہے۔ البتہ آپ کے طریقۂ عمل پر معترض ہوں۔ آپ مہربانی کر کے روزانہ پانچ بجے کلب شمیسہ میں تشریف لائیے میں بھی آتا ہوں اور بھی اچھے خیال کے لوگ وہاں جمع رہتے ہیں۔ بعض لوگ جو انگریزی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے علاوہ عربی فارسی میں مستند لیاقت رکھتے ہیں وہ بھی تو آیا کرتے ہیں۔ دیکھئے فضل محمد خاں صاحب ہندوستان اور ولایت دونوں جگہ کے۔ ایم۔ اے ہیں اور عربی میں وہ اس قدر لیاقت رکھتے ہیں کہ عالم کی جماعت کو وہ پڑھا سکتے ہیں۔ باوصف اس قدر لیاقت کے نہایت خوش اخلاق اور اسلام کے سخت حامی اور مسلمانوں کے طرفدار اور صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں لہٰذا ہم کو ایسے اصحاب کی رفتار اختیار کرنی چاہیے۔

آسما لطیفی صاحب بھی نہایت لائق اور متین و بردبار اور مستقل مزاج ہیں۔

نواب نظامت جنگ بہادر بلحاظ خاص اور اعلیٰ تر لیاقت

انگریزی کے اور نیز بلحاظ عام قابلیتوں کے بیرسٹروں کے سر دفتر اور ممتاز و قابل فخر افراد سے ہیں۔ تہذیب و شایستگی اور متانت و صلاحیت گویا اون میں خدا داد ہے۔ ماتحتوں کے ساتھ شریفانہ برتاؤ رکھتے ہیں۔ تازہ وارد بیرسٹروں کو اون سے سبق لینا چاہیئے۔

مرزا حیدر جیون بیگ صاحب کی خوش اخلاقی اور اسلامی ہمدردی اور سادگی قابل تقلید ہے نخوت و غرور گویا اون کے کمپونڈ میں قدم نہیں رکھا۔

نواب سعد جنگ بہادر کی ذہانت۔ مستعدی اور قابلیت فصل خصومات کے لئے بے نظیر ہے۔ آپ کی مصاحبت سے ولایت کی ہوا کھائے ہوے نوجوانوں کے اخلاق کی اصلاح فوراً ہو جاتی ہے۔

حاجی حمید اللہ خاں سربلند جنگ بہادر مدت تک ولایت میں رہے لیکن وہاں کی بُری صحبت کا مطلق اثر اون پر نہیں ہوا وہ نہ صرف صوم و صلوٰۃ کے پابند بلکہ بڑے وظائف اور ذاکر

وشاغل ہیں۔ کبھی وہ فحش جلسے میں نہیں بیٹھے بلکہ ہمیشہ ایسے
جلسوں سے متنفر رہے۔ کیا یہ امر قابل تعریف نہیں ہے کہ
اونھوں نے بیت اللہ کا حج کیا اور مدینہ منورہ سے بھی
مشرف ہوے۔ میرے دوست افتخار حسین صاحب بھی ولایت
گئے اور جس غرض سے گئے تھے اوس کی تکمیل کر کے آے۔
لیکن ولایت کے سفر سے نہ اون کی مزاج میں تغیر واقع ہوا
نہ لباس میں فرق آیا۔ وہ بدستور اپنے والدین کی اطاعت گذار
رہے۔ یہ تمام نظائر اس وجہ سے پیش کیا ہوں کہ یہ سب کے
سب ولایت کے تعلیم یافتہ اور لائق سے لائق اشخاص ہیں۔
باوصف اس کے سب اپنے بزرگوں کے رضا جو اور ان کے
فرماں بردار ہیں ایک آپ ہی ہیں کہ جس نے ولایت کی تعلیم
کو غیر معمولی چیز سمجھ کر وضع قطع لباس اور مزاج میں تغیر عظیم
پیدا کر دیا۔ والدین سے مفارقت خویش و اقارب سے نفرت
جب ایسا آپ کا عمل رہا تو آپ کی یہاں گذر کیسی ہو گی۔
خدا کے لئے اپنے طریقہ کو بدل دیجئے اور سب سے پہلے

والدین سے معافی مانگ کر اون کی مرضی پر چلیئے ایسا کام نہ کیجیئے جس سے وہ ناراض ہوں۔ یہ ہے آپ کے لئے نیک اور قیمتی مشورہ۔ عصر کی نماز کا وقت آگیا اب جاتا ہوں۔ آپ کا خدا حافظ ہے۔

عین الدین۔ آپ کا شکریہ عرض کرتا ہوں کہ آپ نے میرے لئے بہت سا وقت صرف کیا لیکن یہ تو فرمائیے کہ آج کل آپ کے کیا اشغال ہیں اور آئندہ چل کر آپ کیا پیشہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

مہدی حسین۔ مجھ جیسے غریب آدمی کا حال دریافت کرنے سے کیا فائدہ پہلے آپ اپنا حال بیان کیجیئے اس کے بعد میں اپنی کیفیت ظاہر کروں گا۔

عین الدین۔ آج کل ہم کو کچھ کام نہیں ہے اس لئے ہارمونیم ستار۔ طبلہ نوازی میں دن گذر جاتا ہے۔ میں مقدمات میں پیروی کرنا چاہتا ہوں لیکن یہاں کے ججوں سے میری موافقت نہ ہوگی۔

مہدی حسین۔ میں آج کل مولوی فاضل کے امتحان کی تیاری کر رہا ہوں اور مولوی عبدالمقتدر صاحب سے خانگی میں حدیث

اور مولوی عبدالقدیر صاحب سے منطق و فقہ پڑھ رہا ہوں کیونکہ علماء کے نزدیک ہمارا شمار جاہلوں میں ہے اس لئے کوشش کر رہا ہوں کہ عربی میں کافی لیاقت پیدا ہو جائے اس کے بعد اپنا پیشہ انجام دوں گا۔

عین الدین ۔ آپ شادی کب کروگے۔ نسبت بھی کہیں ٹھہری ہے یا نہیں؟

مہدی حسین۔ والد نے میرے لئے قرابت میں ایک جگہ نسبت کی ہے۔ لڑکی کا انتخاب بھی ہوا ہے۔ والد نے میرے سے استمزاج فرمایا تھا میں نے عرض کیا کہ آپ جو نسبت منتخب فرمادیں گے۔ میں بہ دل و جان اوس کو منظور کروں گا میری کیا مجال ہے کہ میں اختلاف کروں۔

عین الدین۔ نسبت کے انتخاب میں والدین کو کیا دخل۔

مہدی حسین۔ بات یہ ہے کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ اپنا لڑکا اچھی حالت میں رہے اور یہ نسبت لڑکے کے باپ کے معلومات اچھے اور تجربہ وسیع رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو انتخاب باپ کریگا

وہ ہر اعتبار سے اچھا ہوگا لہذا باپ کی منتخبہ نسبت سے اختلاف کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

یاد رکھئے کہ خوش خلقی اور انکساری سے لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور آدمی ہر دل عزیز ہو جاتا ہے۔

راے بالمکند صاحب۔ بی۔ اے۔ اور بہت بڑے عہدہ دار ہیں باوصف اس کے ہر شخص سے بکشادہ پیشانی ملتے ہیں اور اہل غرض کی بات سن کر تشفی بخش جواب دے کر اوس کو خوش کر دیتے ہیں۔ عیدین میں میں نے دیکھا ہے کہ ہر بڑے چھوٹے عہدہ دار کے سامنے بلکہ عمال ماتحت سے زدوبرد تک بھی عطر دان خود پیش کر کے اون کو مسرور فرماتے ہیں اور ہر شخص سے مشفقانہ برتاؤ اون کا رہتا ہے۔ علےٰ ہذا:۔

نواب تلاوت جنگ بہادر شاہی خاندان کے پہلے شخص ہیں جنہوں نے۔ بی۔ اے۔ کا امتحان قابل تعریف پاس کیا نہایت سمجھ دار اور بڑے محتاط اور صائب الرائے اور خوش اخلاق ہیں سرسری نظر سے مثل کے نفس معاملہ پر پہونچ جاتے ہیں

کتب خانہ ... حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عون الدین و ہادی حسین کی گفت و شنید

عون الدین۔ میں سنتا تھا کہ ولایت کی تعلیم بہت اچھی ہوتی ہے لڑکے لائق ہو کر آتے ہیں اس لئے میں نے بھی اپنے لڑکے عین الدین کو اپنے ذاتی مصارف سے ولایت بھیجا۔ چنانچہ وہ تین سال تک رہکر بیرسٹری میں کامیاب ہو کر آگیا ہے مگر افسوس ہے کہ اوس کا رنگ ہی بدل گیا۔ سخت گستاخ اور بے ادب ہوگیا ہے۔ نہ بڑوں کا ادب کرتا ہے نہ چھوٹوں سے اوسکو محبت ہی سب سے زیادہ اپنے کو لائق سمجھتا اور خویش و اقارب کو ذلیل جانتا ہے۔ مذہب آبائی سے اوس کو نفرت ہے۔ مذہب پر مضحکہ اوڑاتا ہے لوگوں کے روبرو مجھے سلام کرنے سے اوس کو

بعض ایسے بھی لوگ دیکھے گئے ہیں کہ عہدہ چھوٹا تنخواہ قلیل لیاقت محدود مگر عمدہ لباس پہنے ہوئے اور قیمتی عینک لگائے ہوئے اس طرح رہتے ہیں کہ گویا بڑا عہدہ دار ہے - اوس پر مغرورانہ چال اور بھی قابل مضحکہ ہوتی ہے - ایک صاحب کا حال دیکھ کر مجھے بڑی ہنسی آئی کہ میں ہنسی کو ضبط نہ کرسکا - اون کی حالت یہ تھی کہ مغرورانہ چال سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ قدم اوٹھاتے تھے اون کے مزاج داں چند اصحاب اون کے پیچھے پیچھے ادب سے چل رہے تھے - یہ حالت دیکھ کر ایک صاحب آگے بڑھے اور نہایت ادب سے اوُنھوں نے سلام کیا اور کہا کہ سرکار اب کس عہدہ پر ہیں - جواب ملا کہ میں تحصیلدار ہوں عرض کیا کہ خدا مبارک کرے - لیکن یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تنخواہ کیا ہے - جواب دیا گیا کہ ساٹھ روپیہ حالی - عرض کیا کہ ساٹھ روپیہ کا تو کوئی تحصیلدار سرکار عالی میں نہیں ہے - جواب ملا کہ میں جاگیردار کے اسٹیٹ کا ملازم ہوں - ہنس کر عرض کیا کہ آپ کی رفتار اور لباس اور

اسٹاف کے مجمع کثیر سے خیال کیا تھا کہ آپ شاید کسی صوبہ کے
صوبہ دار ہیں۔ ساٹھ ستر تنخواہ یاب تو میرے ماتحت بہت سے
عہدہ دار ہیں۔ غرض اس جواب سے تحصیلدار سرنگوں ہوگئے
اور اسٹاف کے طبقہ میں ہنسی چلی۔

اسی طرح ایک نائب تحصیلدار دیکھے گئے کہ لیاقت کم۔
تنخواہ قلیل لیکن قیمتی سوٹ زیب جسم کئے ہوئے ایک ڈریس پوش
چپراسی ساتھ لئے ہوئے اس شان سے نکلا کرتے تھے کہ گویا
ناظم جنگلات ہیں۔ اس قسم کے حرکات سے عزت نہیں ہوتی
بلکہ مضحکہ اوڑتا ہے۔ اور ہم چشموں میں انسان ذلیل ہوتا ہے۔
ایک صاحب نے ہم لوگوں کے مناسب حال سرکاری عہدہ دار
اور جنٹلمن کی جو تعریف کی ہے وہ بجنسہ درج ذیل ہے اوس کے
دیکھنے سے کبھی تو دل روتا ہے اور کبھی بے اختیار ہنسی آجاتی
ہے کہ واقع میں ہماری حالت ایسی ہی ہوگئی ہے جیسی
بیان کی گئی ہے۔

سرکاری عہدہ دار۔ اوس کو کہتے ہیں جو اپنے فرائض محنت و لیاقت سے

بہ پابندی اوقات انجام دیتا ہو اوس کے دل میں خدا کا خوف
اور رعایا سے ہمدردی ہو روزانہ چھ گھنٹے دلچسپی کے ساتھ سرکاری
کام کرتا ہو سوائے تنخواہ یا اوس حق کے جو سرکار سے مقرر ہے
ایک حبہ کسی سے نہ لیتا ہو اور اپنے حدود اختیار سے تجاوز نکرتا ہو
لیکن بعض لوگوں نے یوں تعریف کی ہے "جس کو سرکاری کام
سے مطلق دلچسپی نہ ہو اور نہ رعایا سے ہمدردی ہو دو اور تین ہے
بجنے کے مابین چاء یا ولایتی شربت ضرور پیتا ہو اور چار بجنے
کے بعد سرکاری کام کرنا مضر صحت خیال کرتا ہو۔ قیمتی عینک لگانے
اور لنڈو گاڑی یا موٹر میں بیٹھنے پر اوس کو فخر ہو۔ سرکاری کام
چھوڑ کر کلب میں بالالتزام جاتا ہو اور اوس کو ٹنیس۔ فٹ بال
بلیرڈ سے دلچسپی ہو۔ چھوٹی تنخواہ اونچے خیالات رکھتا ہو۔ دن بھر
روپیہ کمانے کی فکر میں ہو۔ آزادی نسواں کا معاون ہو مفت خوری
یا ارزاں خریدی اشیاء کا عادی اور اخلاق سے کوسوں دور ہو
نخوت و غرور میں ممتاز اور حقہ کشی یا سگریٹ نوشی میں مشاق ہو"
جنٹلمن وہ اوس کو کہتے ہیں جو شریف الخاندان و شریف الخیال

اور ذی علم - خوش اخلاق و خوش لباس ہو" لیکن بعضوں نے
یوں تعریف کی ہے "جس نے اپنا پوزیشن قائم رکھنے کے لئے
اپنی بیوی یا والدہ یا کسی اور سرپرست کے تمام زیورات رہن
یا بیع کر دیا ہو اور ان عورتوں کی نظروں میں وہ غیر موقر ہو کم سے
وہ سیکل نشین اور زیادہ سے زیادہ موٹر نشین ہو - بلا ضرورت
قیمتی عینک لگاتا ہو اور ڈاڑھی کو روزانہ منڈھواتا ہو - یا
نپولین کی وضع پر رکھتا ہو مڈل کی لیاقت ہو لیکن اپنے کو - بی -
اے - ایم - اے - کے زمرہ میں داخل سمجھتا ہو - عربی جیسے
دقیق علم سے اوس کو نفرت ہو اور اپنی عقل میں سڑا ہوا ہو اور
بلا ناغہ ہوا خوری کرتا ہو - ماں باپ اوس سے ناراض ہوں "
مہدی حسین - میں آپ کو ہندوستان میں اور نیز اپنی قوم
میں ہر دل عزیز بننے کا ایک نسخہ تبلاتا ہوں اگر آپ اوس پر
عمل فرما دیں تو یقین ہے کہ آپ ہر چھوٹے بڑے کی نظر میں
موقر اور مقبول ہوں گے :-

(۱) بڑوں کا ادب - چھوٹوں سے محبت کرنا - ماتحتوں اور دوستوں کے

ساتھ مشفقانہ برتاؤ رکھنا۔ غرور دل سے نکال دینا چاہیے۔

(۲) مذہبی احکام کی عزت اور بزرگان دین کی حرمت علماء اور مشائخین کی وقعت کرنا چاہیے۔

(۳) حتی الامکان انگریزی نامناسب تقلید سے اجتناب کرنا چاہیے۔ البتہ انگریزوں کے عمدہ خصائل اختیار کرنا احسن والنسب ہے جیسے انگریزوں کے وعدوں کی سچائی۔ قوم کی ہمدردی۔ اوقات کی پابندی۔

(۴) ایسی مجلس میں جہاں غیر انگریزی داں اشخاص موجود ہوں بلاضرورت انگریزی داں شخص سے انگریزی میں گفتگو کرنا نامناسب وخلاف اخلاق ہے۔

(۵) ہندوستان میں رہ کر اردو اور خاصکر مقامی اردو اخبارات سے بے اعتنائی کرنا اور انگریزی اخبارات ہی سے دلچسپی لینا اردو اخبارات کا حوصلہ پست کرنا ہے۔

(۶) کبھی آمدنی سے خرچ بڑھانا نہ چاہیے۔ یک سدس حصہ آمدنی کا ہر حالت میں پس انداز کرنا چاہیے تاکہ ضرورت پر کام آئے۔

(۷) بعض انگریزی داں حضرات جب انگریزی تعلیم سے فراغت
پاکر ہندوستان آتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ سب سے زیادہ
انگریزی داں ہی لائق ہوتے ہیں۔ غیر انگریزی داں کو وہ حقارت
کی نظر سے دیکھا کرتے ہیں یہ ہماری سخت غلطی ہے۔ انگریزی
یا اردو یا عربی دانی پر کچھ موقوف نہیں ہے فہم و فراست اور
عقل کی رسائی اور قابلیت ایک دوسری ہی چیز ہے۔ بہت سے
ایسے نظائر ہمارے سامنے موجود ہیں کہ غیر انگریزی داں اصحاب
نے معاملات کی جو عقدہ کشائی کی ہے اور جس قابلیت سے
مقدمات کا انفصال اونھوں نے کیا ہے اوس کی گرد پر بعض
انگریزی داں اصحاب نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ خدا جھوٹ نہ بلوائے
بعض انگریزی داں اصحاب ایسے بھی دیکھے گئے ہیں کہ باوصفیکہ
متعدد انگریزی ڈگریات اون کے پاس موجود ہیں لیکن جب
کوئی معاملہ اون کے سامنے پیش ہو جاتا ہے تو وہ اسکا فیصلہ
عمدگی سے اور جلد نہیں کر سکتے۔ بخلاف اس کے بعض غیر
انگریزی داں اصحاب ایسے بھی دیکھے گئے ہیں کہ سنگین سے

سنگین اور پیچیدہ سے پیچیدہ جب کوئی معاملہ اون کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو فوراً عمدگی سے اوس کا تصفیہ کر دیتے ہیں۔

سر سالار جنگ اولیٰ نہ یورپ میں پیدا ہوئے نہ انگریزی ڈگریات رکھتے تھے بلکہ ضرورت سے وہ خود انگریزی اس قدر پڑھ لئے تھے کہ گفت و شنید اور نوشت و خواند کے لئے ضروری ہو۔ باوصف اس کے اپنی خداداد قابلیت سے نہ صرف ہندوستان بلکہ یورپ میں اونھوں نے اپنی لیاقت کا سکہ جلادیا بڑے بڑے قابل اور نامور افراد نے سر سالار جنگ اعظم کی قابلیت اور اون کے نظم و نسق کو مان لیا۔ بہادر ممدوح نے جب وزارت کا جائزہ لیا اوس وقت سلطنت کا محاصل اسّی لاکھ تھا۔ آپ کے حسن تدبیر سے چار کروڑ تک اوس کی نوبت پہنچ گئی تھی۔ اون کے جائزہ کے قبل نہ عدالت عدالت سمجھی جاتی تھی نہ اوس کے فیصلوں کی تعمیل ہوتی تھی۔ نہ پولیس کا اثر تھا نہ کوئی اوس کو مانتا تھا۔ نہ مدارس قائم تھے نہ امتحان کے طریقے رائج تھے نہ امن تھا نہ خزانہ میں روپیہ تھا۔ غرض ہر قسم کی بدنظمی تھی

اور ایسے وقت سالار جنگ بہادر نے جائزہ لیا جب کہ آپ کا
سن مبارک بائیس سال کا تھا اور آپ ایک نوجوان امیر تھے۔
عام طور پر خیال تھا کہ ایسے نازک وقت میں سر سالار جنگ وزارت
کا بوجھ اوٹھا نہ سکیں گے۔ لیکن نواب ممدوح نے ایسی فراست
سے کام کیا کہ ہر طرف سے صدائے سبحان اللہ بلند ہوئی اور
اپنے بادشاہ کے اوس ارشاد کا ثبوت دیدیا جو اون کے انتخاب
کے وقت فرمایا تھا کہ میں نے گھوڑ سے ہیرا چن لیا ہے۔
انتظام ملک کے لئے آپ نے ہندوستان سے لائق لوگوں
کو بلوایا۔ مولوی نذیر احمد۔ مولوی مہدی علی۔ مولوی چراغ علی
مولوی سید حسین بلگرامی۔ مولوی مشتاق حسین جیسے نامور اشخاص
بڑے بڑے عہدوں پر مامور کئے گئے۔ ہر ہر صیغہ کا معقول انتظام ہوا
برٹش انڈیا کے اصول پر نظم ونسق کی بنیاد رکھی گئی اور ہر حالت
میں کفایت شعاری اور ملک کی بہتری مدنظر رہی۔ الحاصل
نواب سالار جنگ بہادر نے سرکارین میں عزت پیدا کی اور
دارین میں نیک نامی حاصل کی۔ غدر کے زمانہ میں سرکار عالی

کی خیر خواہی اور سرکار انگریزی کی وفاداری کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا۔
حیدرآباد بھی شائستہ ملکوں میں شمار ہونے لگا۔ سب اس کے
قائل ہیں کہ حیدرآباد کو کبھی ایسا وزیر نصیب نہیں ہوا نہ آئندہ
ایسے بیدار مغز منتظم اور مدبر کے پیدا ہونے کی توقع ہے۔ اون
اشخاص میں جن کو نواب صاحب نے ہندوستان سے بلوایا تھا
خاصکر مولوی مشتاق حسین صاحب کے حالات قابل ذکر ہیں۔
اگرچہ مولوی صاحب موصوف انگریزی نہیں جانتے تھے مگر اونکی
محنت اور دیانت اور سرکار کی خیر خواہی قابل تعریف تھی۔
رعایا سے ہمدردی اور اون کا انصاف قابل داد تھا۔ جس اعلیٰ
عہدہ پر وہ مامور کئے جاتے تھے اوس عہدہ کا کام اس قابلیت
سے انجام دیتے تھے کہ ان سے اوس عہدہ کی عزت ہوتی تھی۔
نہایت روشن دماغ۔ عالی خیال۔ زمانہ شناس۔ خدا ترس تھے۔
ہر چھوٹا بڑا کام دفتر یا محکمہ کا خود کرتے تھے معاملات کا تصفیہ اور
مقدمات کا انفصال قابل اطمینان طریقہ پر اس عجلت سے کیا کرتے
تھے کہ انگریزی داں حضرات اون کی معاملہ فہمی اور قوت فیصلہ پر

حیران اور متعجب ہو جایا کرتے تھے ۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور امور خیر کے ساعی ۔ دل کے ایسے مضبوط تھے کہ کسی زبردست سی زبردست قوت کے ساتھ مقابلہ کرنے میں بھی اونھوں نے کوتاہی نہیں کی اور انصاف کو ہاتھ سے نہیں دیا ۔ مسلمانوں کے طرفدار اور اسلام کے حامی تھے ۔ اپنے ماتحتوں کو بھی تعظیم دیا کرتے اور سلام میں تقدیم فرمایا کرتے تھے ۔ اونمیں ایک سلطنت کی حکمرانی و کارفرمائی کی قوت تھی ۔ غیر متدین عہدہ داراون کے زمانہ حکومت میں شب کو آرام سے نیند نہیں لیتے اور مارے ڈر کے نیند سے چمک چمک کر اوٹھ جاتے تھے ۔ خوش رویہ اور لائق لوگ جائز منافع کثیر حاصل کرتے تھے ۔ غرض ہر اعتبار سے مولوی مشتاق حسین صاحب مرحوم اچھے تھے ۔ علیٰ ہذا مولوی سید افضل حسین صاحب مرحوم اگرچہ انگریزی داں نہ تھے مگر اون میں فصل خصومات کی خاص لیاقت تھی اُن کے فیصلوں سے انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب بھی بطور نظیر عزت کے ساتھ استدلال کرتے تھے ۔

مولوی محی الدین خاں صاحب بھی اگرچہ انگریزی نہیں جانتے

کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو

عار آتا ہے۔ غرض میرے تجربہ میں ولایت کی تعلیم مسلمان لڑکوں کے
حق میں سخت مضر ہے۔ میرا روپیہ ضائع۔ میری محنت اکارت
میری امید منقطع ہو گئی۔ اس کے عوض اگر دیوبند کے مدرسہ
میں بھیجدیتا تو کم صرفہ میں لائق بن کر آجاتا۔ مذہبی خیالات
اوس کے اچھے رہتے۔ بزرگوں کا ادب کرتا۔ ملک کیلئے مفید ہوتا

ہادی حسین۔ آپ کا خیال صحیح نہیں ہے۔ بلاشبہہ ولایت
کی تعلیم بہت اچھی ہوتی ہے۔ آدمی لائق ہوتا اور معلومات
اوس کے وسیع ہوتے ہیں اور وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اوس
سے ملک کے کسی بڑے عہدہ کا کام لیا جائے۔ میں آپ کے
سامنے دو درجن نظیریں پیش کرنے آمادہ ہوں۔ سر دست اپنے
لڑکے مہدی حسین کو بطور نمونہ یا مثال پیش کرتا ہوں۔ ہاں سوال
یہ ہے کہ آپ نے یہاں اپنے لڑکے کی تعلیم کس حد تک دلائی تھی
اور کیا کیا پڑھایا تھا۔

عون الدین۔ ابتداءً اردو فارسی کی دو تین کتابیں اوس کو
پڑھائی گئیں اوس کے بعد ایک انگریزی ماسٹر گھر پر رکھ کر انگریزی

ہیں۔ لیکن فصل خصومات میں اون کو خاص ملکہ ہے اور انتظامی قوت تو اون کی سب سے بڑھی ہوئی ہے۔ انتظامی معاملات میں کوئی انگریزی تعلیم یافتہ شخص اون کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

مولوی غلام رسول صاحب مرحوم باوصفیکہ انگریزی نہیں جانتے تھے لیکن سر رشتۂ مال کے لئے نہایت مناسب و موزوں دماغ رکھتے تھے اون کی لیاقت کا کوئی شخص نظر نہیں آتا۔ مولوی مشتاق حسین صاحب کے بعد اونہی کا نمبر تھا۔

رائے مرلیدھر صاحب کی نیک نفسی اور ہر دل عزیزی اور عام مقبولیت جو اون کو حاصل ہے شاید کسی کو حاصل ہو۔ زود فہمی اور نازک خیالی بھی اون کی بےمثل ہے۔ کسی بڑے عہدہ سے بھی اون کے مزاج میں تغیر نہیں آیا۔ مولوی مشتاق حسین صاحب۔ مولوی غلام رسول صاحب۔ رائے مرلیدھر صاحب اپنی آپ نظیر ہیں۔ سنگین سے سنگین معاملہ کا اس طرح تصفیہ فرمادیا جاتا ہی کہ گویا وہ ایک معمولی مسئلہ ہے۔ کبھی اس بات کی شکایت نہیں ہوئی کہ کوئی مثل یا مقدمہ آپ کے پاس زیر غور رہے۔ ہمارے ملک

کی خوش نجتی یا سرکار کا اقبال ہے کہ ایسا مدبر و موزوں شخص صرفخاص
کے لئے مل گیا۔

مسلمانوں کے طبقہ میں اس کا فخر ہے کہ مولوی سید سراج الحسن صاحب
متعدد ڈگریات رکھتے ہیں۔ باوصف اس کے خود اون کو اس کا
کچھ فخر نہیں ہے **مصرعہ**۔ نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین۔ کی مصداق
صادق آتی ہے۔

مولوی محمد نظام الدین حسن صاحب راستبازی اور صداقت
اور بے لوثی میں ایک ممتاز فرد ہیں سیہ سفید۔ قوی ضعیف پر
کبھی اونھوں نے نظر نہیں ڈالی بلکہ بمقتضائے انصاف جو حکم قرین
صواب ہے اوسی پر اونھوں نے فیصلہ کیا۔ رعایا کو اون پر
بہت اعتماد تھا۔ امیدواران امتحان جنھوں نے محنت کی اور
سمجھ کر پڑھا اون سے کامیابی کی امید رکھتے تھے۔ کبھی اونھوں نے
کسی کو ایک نمبر رعایتی نہیں دیا۔ خوشامد۔ حاضرباشی وہاں کچھ
کام نہیں دیتی۔ ہر جمعہ کو بالالتزام مسجد میں نماز کے لئے آتے اور
ہر شخص سے سلام میں تقدیم کرتے۔ انگریزی میں اعلیٰ ڈگری رکھتے تھے

اور اردو فارسی - عربی - مرہٹی میں اون کو کافی دستگاہ تھی - بمجل اوںھوں نے مسلمانوں سے انگریزی میں گفتگو نہیں کی - ایک آپ بھی ہیں کہ میاٹرک اور بیرسٹری کی کامیابی کو معراج ترقی سمجھ گئے ہیں -

ہمارے ملک کے لوگوں میں نواب عماد جنگ بہادر مرحوم - نواب رفعت یار جنگ مرحوم عجیب دل و دماغ کے تھے - سر سالار جنگ مرحوم ان دونوں صاحبوں کو بہت عزیز رکھتے اور ان کے مشوروں کو قیمتی مشورہ سمجھتے اور ان پر بہت اعتماد رکھتے تھے - ہر علمی جلسے اور انتظامی کمیٹی میں یہ شریک کئے جاتے تھے -

نواب رفعت یار جنگ مرحوم کو سر رشتہ مال کے اعلیٰ عہدہ پر اور نواب عماد جنگ مرحوم کو صیغہ عدالت کے اعلیٰ تر عہدہ میر مجلسی پر مامور فرمادیا - نواب عماد جنگ مرحوم نہ ولایت کے تعلیم یافتہ تھے نہ اوںھوں نے ملک ولایت دیکھا لیکن باوصف اس کے بلحاظ عام قابلیتوں اور عمدہ خصائل کے وہ ایسے صائب رائے تھے کہ ولایت کے تعلیم یافتہ اون کے تجاویز کا مقابلہ نہیں کرسکتے تھے نہایت مدبر اور روشن خیال - متین و بردبار اور زمانہ شناس اور

دل کے بڑے مضبوط تھے۔ افسوس کہ ایسے دل و دماغ کا آدمی
اب ہم نہیں پاتے۔ صیغۂ عدالت کے اہلکاروں و عہدہ داروں
کو آپ نے ایسا سبق پڑھا دیا کہ آج بھی اوسی تعلیم کا اثر ہے کہ
تمام صیغہ جات میں صیغہ عدالت کے عہدہ دار تدین و راستبازی
سے مشہور و معروف ہیں اور ہمیشہ سے یہ صیغہ نیکنام رہا ہے۔
زمانہ شناس بھی ایسے تھے کہ زمانہ کی رفتار سے اوس کے آئندہ
حالات معلوم کر لیتے تھے۔ بیرون بلدہ آبادی سے باہر اپنی کوٹھی
اور بنگلہ کی تعمیر آپ نے اوس وقت فرمائی جبکہ شہر سے باہر
غیر آباد مقام میں مکانات کا بنانا خطرناک اور نامناسب سمجھا
جاتا تھا۔ اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا ہے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ
جس زمانہ میں انگریزی تعلیم اصول مذہب کے خلاف سمجھی جاتی
تھی اور ولایت میں مسلمانوں کا بھیجنا داخل معصیت خیال کیا جاتا تھا۔
نواب عماد جنگ مرحوم عہدہ داران سرکاری میں پہلے شخص
ہیں جنھوں نے اپنے خاندان کے ارکان کو ولایت بھیجکر اعلیٰ تعلیم
دلائی ہے۔ اکثر عہدہ داران تفصیلی اور ذیلی کاموں سے ناواقف

ہوتے ہیں اس لئے عمال کے کام اور اوس کے طریقۂ عمل سے
واقف نہیں ہوتے اور اس کا جو اثر ہوتا ہے وہ مخفی نہیں ہے
اعلیٰ عہدہ داروں میں نواب عماد جنگ مرحوم ہی ایک ایسے
عہدہ دار تھے جن کو تفصیلی اور ذیلی کاموں کے معلومات تامہ
حاصل تھے۔ کبھی کوئی عملہ اون کے سامنے غلط واقعات ظاہر
کرنے کی جُرأت نہیں کرتا تھا۔ نواب اکبر جنگ بہادر نے حیدرآباد
میں پولیس کا معقول انتظام کیا اور خاطرخواہ امن قائم کردیا۔
برٹش انڈیا کے پہلو بہ پہلو یہاں کی پولیس کو آراستہ کیا۔
پولیس کی جو عزت نواب اکبر جنگ کے زمانہ میں ہوئی اوس کے
پیش تر کسی زمانہ میں نہیں ہوئی تھی۔ اکبر جنگ بہادر کے بعد
لوگوں کا خیال تھا کہ پھر ایسا کوتوال نہ ہوگا لیکن موجودہ کوتوال صاحب
یعنے نواب عماد جنگ بہادر نے اس خیال کو غلط ثابت کردیا۔
ہر طرح سے پولس کا انتظام قابل تعریف ہے۔ یہ صرف حضرت پیر و مرشد
ظل اللہ خلد اللہ ملکہ کا انتخاب و اقبال ہے کہ صیغہ عدالت کا عہدہ دار
پولیس کے فرائض اس عمدگی سے انجام دے رہا ہے کہ ہر طرف سے

صدائے مرحبا بلند ہے اور کوئی نکتہ چینی نہیں کر سکتا۔ جھوٹے مقدمات اور غلط استغاثوں کا انسداد کر دیا گیا۔ بدمعاش خائف اور نیک رویہ اور شریف لوگ مطمئن ہو گئے۔

مولوی مصلح الدین صاحب سعدی، مولوی محمد حبیب الدین صاحب مولوی محمد یوسف الدین صاحب۔ یہ تینوں حضرات نہایت لائق ملک اور مالک کے خیر خواہ اور قوم کے ہمدرد تھے۔ جو لوگ جلسوں (ڈنروں) کے ضمن میں ولایت سے تعلیم پاکر آتے ہیں ویسے لوگ ان حضرات کی پیشی میں کام کرنے کی قابلیت تک نہیں رکھتے تھے یہ تمام تمثیلیں اس وجہ سے دیئے گئے ہیں کہ آپ دیکھیں اور غور کریں کہ یہ لوگ اپنی لیاقت اور خوش رویگی اور متانت سے کس درجہ پر پہنچے اور کس طرح انھوں نے نام پیدا کیا۔ خدا کے لئے آپ اپنی رفتار چھوڑ دیجئے میرے سے بہتر آپ کو نیک مشورہ دینے والا نہیں ملے گا۔ آپ کے والد آپ سے بہت ناراض ہیں۔ سب سے پہلے آپ اس مرض کو دفع کیجئے۔ ہم کو معلوم ہے کہ نواب رفعت یار جنگ حال اور

نواب نظامت جنگ بہادر جب ولایت سے تعلیم پاکر آئے تھے تو اون کی لیاقت اور متانت اور ادب کو دیکھ کر اون کے والد اور چچا بہت خوش ہوتے اور خدا کا شکر ادا کرتے تھے۔ اور یہ دونو صاحب اگرچہ نوجوان اور آپ سے عمر میں کم تھے لیکن اپنے بزرگوں کا بہت ادب کرتے تھے اور عام طور پر لوگ اون کو اچھا سمجھتے تھے چنانچہ اونہی کو دیکھ کر بہت سے لوگوں نے اپنی اولاد کو ولایت بھیجنا شروع کیا لیکن افسوس ہے کہ بعض تو لائق بنکر آئے اور بعض لوگ شیخ سعدی کے مقولہ کے مصداق بن گئے۔

پرتو نیکاں نگیرد ہر کہ بنیادش بدست	
	تربیت نا اہل را چوں گردگاں بر گنبد است

یا اس سے زیادہ تمثیل کی ضرورت ہو تو:۔

"خر عیسیٰ اگر بہ مکہ رود" ۔۔ کا شعر پڑھیے

عین الدین۔ آپ نے فارسی زبان میں جو مضمون بیان کیا اوس کا مطلب نہیں سمجھا۔ کیا براہ مہربانی آپ اوسکو انگریزی میں ظاہر کرسکتے ہیں۔

مہدی حسین۔ رونا تو یہی ہے کہ آپ فارسی اس قدر بھی نہیں جانتے جس قدر اسکول کا ایک نوعمر لڑکا جانتا ہے ۔ اس پر آپ کو اپنی لیاقت کا دعویٰ ہے ۔ اس اعتبار سے تو آپ سے آپ کے والد ہی اچھے ہیں کہ وہ بے تکلف اردو ۔ فارسی ۔ عربی اور تلنگی میں بات چیت کر سکتے ہیں ۔ میں انگریزی میں آپکو اچھی طرح مضامین ذہن نشین کرا سکتا ہوں لیکن ولایت سے واپس آنے کے بعد میں نے عہد کر لیا تھا کہ مسلمانوں سے انگریزی میں بات چیت نہ کروں گا ۔ خیر اب آپ کے سمجھانیکے لئے دو جملے انگریزی میں بیان کرتا ہوں :۔

The good in vain their rays will pour
On those whose hearts are bad at core.
T'instruct the base will fail at last
As walnuts on a dome you cast!

If the ass of Jesus went to Mecca,
It would still be an ass when it returned

عین الدین ۔ میں انشأ اللہ تعالیٰ آپ کے ہدایات پر عمل کروں گا مگر یہ تو فرمائیے کہ آپ نے انگریزی لباس کا پہننا کیوں ترک کر دیا ۔

مہدی حسین ۔ اس وجہ سے کہ میں مسلمان اور ہندوستان کا باشندہ ہوں کیا آپ سمجھتے ہیں کہ انگریزی ٹوپی پہننے سے انگریزوں کے پاس کچھ عزت ہوتی ہے نہیں نہیں بلکہ وہ نقال خیال کرتے ہیں

عین الدین ۔ میں صرف آرام کے خیال سے پہنتا ہوں ۔ دھوپ میں چھتری کی ضرورت نہیں ہوتی ۔

مہدی حسین ۔ اگر صرف دھوپ سے بچنا منظور ہے تو آپ پونہ کے برہمنوں کی چکردار پگڑی پہن سکتے ہیں ۔

عین الدین ۔ (قہقہہ مار کر)

بھائی تو نے غضب کر دیا ۔

مہدی حسین ۔ میں آپ کو ایک آخری مثال دے کر رخصت ہوتا ہوں ۔ مسلمانوں میں بہت سے بیرسٹر ہوئے اور ولایت کی تعلیم پائے لیکن مسٹر محمود مرحوم کا دماغ کسی نے نہیں پایا ۔

ہندوستان بھر میں وہ منتخب تھا۔ قوت فیصلہ تو اون میں خداداد تھی۔ اس پر اخلاق بھی اچھے رکھتے تھے۔ باپ کا ادب کرتے تھے۔ مسلمانوں کے طرف دار اور اسلام کے سخت حامی تھے۔ قانون شہادت کی جو شرح اونہوں نے لکھی ہے اور جو فیصلے اونہوں نے کئے ہیں اور لکچر دئیے ہیں اوس سے اون کی ذہانت خداداد اور علم و خیالات کا پتہ چلتا ہے۔ سر سید مرحوم کا اونہوں نے نام روشن کر دیا۔ اور فخر ہندوستان مانے گئے۔ اوس زمانے میں پرانے تعلیم یافتہ لوگوں میں مولوی نذیر احمدؒ صاحب اور نئے تعلیم یافتہ اشخاص میں سید محمود صاحب مرحوم سے بہتر کوئی ثابت نہیں ہوا۔

ایک دانشمند چچا نے اپنے برادر زادوں کو جو خط لکھا ہے بجنسہ اوس کی نقل کی جاتی ہے:۔

فصیح جاتے ہو لندن مگر خیال رہے
نظام تم کو بھی اندیشۂ مآل رہے
ہمارے درد جدائی کا کچھ اثر بھی ہے

شروع کرائی گئی - جب دو تین کتابیں اس کی ہو چکیں تو مدرسہ
میں داخل کرا دیا چنانچہ چار سال میں میٹرک پاس ہو گیا - اس کے
بعد ولایت بھیجدیا گیا -

ہادی حسین - بات یہ ہے کہ ولایت جانے سے قبل ہی آپ کے
فرزند کے رویہ کی یہاں شکایت تھی اور آپ نے خود تنگ ہو کر
اوس کو یہاں سے ولایت بھیجدیا تھا - پھر کیا امید ہو سکتی تھی
کہ ولایت کی تعلیم آپ کے لڑکے کے حق میں مفید ہو - اس کے
علاوہ آپ نے یہاں مذہبی تعلیم اس کی نہیں دلائی تھی یہی
آپ کی سخت غلطی تھی - سب سے پہلے لڑکوں کو مذہبی اور
اخلاقی تعلیم دی جائے - جب مذہب کی عظمت اون کے دل
میں جم جائے تب دوسرے اقوام کے علوم کے پڑھانے میں کچھ
ہرج نہیں ہے - انگریزی تعلیم نہایت ضروری ہے لیکن اوسی
سلسلہ سے جس کا حال اوپر عرض کیا ہوں - میں نے اپنے
لڑکے مہدی حسین کو اوس کی خرد سالی میں ارکان اسلام یاد
دلا دیئے - قرآن شریف ختم کرا دیا پہلا پارہ ترجمہ سے پڑھا دیا

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

ہمارا حال ہے کیا۔ کچھ تمھیں خبر بھی ہے
خبر ہے تم کو یہ کیوں دے رہے ہیں اذن سفر
تمھارے ہجر کا رکھتے ہیں دل پہ کیوں پتھر
یہ جانتے ہو کہ ہم سب کو آرزو کیا ہے
جو بھیجتے ہیں تمھیں اُن کو جستجو کیا ہے
یہ آرزو ہے کہ دنیا میں شادکام رہو
دعا یہ ہے کہ زمانے میں نیک نام رہو
سنو کہ خواہش اوّل یہی ہے ہم سب کی
وہاں بھی تم کو رہے قدر اپنے مذہب کی
وہ مذہب حنفی ضِد جو ہے تعصب کا
کہ جس کا مسئلہ خلق نقش ہے حُب کا
مگر بُرا نہ سمجھنا کسی کے مذہب کو
ہمیشہ چشم محبت سے دیکھنا سب کو
اُصول میں ہیں صریحاً تمام مذہب ایک
غرض ہے ایک ہی اصلاح نفس مطلب ایک

وہاں تمھیں نظر آئے گی اک نئی دنیا
نظر فریب تماشا ہے جس کے گلشن کا
کھلے ہوئے ہیں بہار طرب کے گل ہر سو
نگار عیش کے بکھرے ہی رہتے ہیں گیسو
نگاہ محو تماشائے شاہد گل ہے
دلوں کے تاک میں وارستہ زلف سنبل ہے
کنار ٹیمس وہ ہنگامۂ نشاط وہ دھوم
محاذ آب سمندر وہ جمگھٹے وہ ہجوم
وہ بال روم میں رقص و سرود عیش و نشاط
کہ جس کے آگے نہیں جشن جم کی کوئی بساط
بھرے ہوئے ہیں تھیٹر قمر جبینوں سے
نظر کو بھی نہیں ملتی جگہ حسینوں سے
سماں یہ دیکھ کے جو لوگ بھول جاتے ہیں
وہ راہ منزل مقصود بھول جاتے ہیں
بہار گلشن دنیا ہے آدمی کے لئے

مگر بنا نہیں انسان محض اسی کے لئے
ضیائے شمع شبستاں ہے رات بھر کیلئے
فضائے منظر بُستاں ہے اک نظر کیلئے
قرین عقل نہیں دل پہ ہو نظر غالب
نظر فریب، بھی کھائے تو دل نہ ہو طالب
وہ دل کہ خون شرافت ہے موج زن جسمیں
شعاع مہر سعادت ہے ضوفگن جس میں
کمال علم ہی غایت ہے اہل بینش کی
سمجھتے ہیں جو غرض اپنی آفرینش کی
اسی سے ہجر گوارا بہ جبر کرتے ہیں
خدا کو سونپتے ہیں تم کو۔صبر کرتے ہیں
اکیلے جاتے ہو پردیس میں خدا حافظ
جہاں مقام ہو ہر دیس میں خدا حافظ

جس توقع سے یہ دونوں لندن بھیجے گئے تھے وہ پوری ہوئی فصیح اور نظام دونوں لائق اور شائستہ ہو کر آئے۔

بخلاف اوس کے ایک اور شخص جو آپ کا ہم خیال تھا نالایق بن کر آیا اوس کا حال بھی نظم ذیل سے ظاہر ہو گا :-

ایک ناکام بیرسٹر کا انجام

لٹائی خوب ہی باوا کی دولت ہم نے لندن میں
گیا تھا چھوڑ تنہا باغباں گلچیں کو گلشن میں
نہ تھی مضمر نقابوں میں یہاں عارض کی رنگینی
نہ تھے ناز و ادا پنہاں یہاں پردے کی چلمن میں
نظر آیا یہاں پریوں کا ہم کو جمگھٹا ایسا
لگا دی آگ جس نے صبر اور دانش کے خرمن میں
مٹن چاپ اور کٹلٹ کھا کے ہم ہنستے تھے خوب اوپر
مگن رہتے ہیں جو دال اور چپاتی اور سالن میں
پہن کر کوٹ اور پتلون ہوتی تھی ہمیں حیرت
بسر ہوتی ہے کیونکر پائجامے اور اچکن میں
بر رتے اور اینڈتے دسٹ اینڈ میں جب جا نکلتے تھے

تو خم آنے نہ دیتا تھا کلف کا لر کا گردن میں
ہماری ٹائی پن کے آگے سورج کی کرن یوں تھی
بڑا میلا سا اک تاگا ہو گویا چشم سوزن میں
خط آتا تھا جو باوا کا کہ کچھ پڑھتے بھی ہو بیٹا
تو لکھ دیتے تھے ہم محنت سے خوں بھی خشک ہے تن میں
نہیں شک اسمیں گر سیکھے ہزاروں ہم نے فیشن ہیں
نہ سیکھا ایک نکتہ بھی مگر قانون کے فن میں
کتابیں بن گئیں گلدستہ طاق فراموشی
ہوے رہ رہ کے برسوں فیل ہم اگزمینیشن میں
ولایت میں غرض ہم نے اُڑائے ایسے گلچھرے
کہ لی جمشید نے حسرت سے کروٹ اپنے مدفن میں

جب کہ میں حیدرآباد سے ولایت گیا تھا یہاں کے لوگوں میں اوس زمانہ میں شادی مہانی میں رسوم کی اسقدر پابندی تھی کہ بغیر ادائے رسوم کے شادی نہیں کرتے تھے۔ سانچق۔ مہندی۔ شب گشت۔ باز گشت۔ چوتھی لازمی تھی اور قرضہ

اس قدر برداشت کیا جاتا تھا کہ سال ہائے سال تک اوس کی
ادائی نہیں ہوتی تھی بہ ترک رسوم شادی کا کرنا نحس خیال کیا جاتا
یا افلاس پر محمول ہوتا تھا۔ پانچ سال کے بعد جب میں ولایت
سے واپس آیا تو مراسم اور شادی کے طریقوں میں انقلاب
عظیم پایا۔ ساچق۔ مہندی۔ شب گشت۔ بازگشت۔ چوتھی
سب متروک ہوگئی۔ سرکاری جمعیت کا قطعاً موقوف کردیا
گیا۔ قرضوں کا لینا کم ہوگیا۔ دلہا دلہن کی سواری کے لئے
موٹر پائی قرار پاگئی۔ کسبیوں کا بلانا یا اون کا راگ سننا یکسر
موقوف۔ چارمینار کے اطراف و جوانب کے جو بنگلے تھے
اون کو کسبیوں سے خالی پایا اور جو عزت کسبیوں کی تھی وہ
سب سلب ہوگئی محرم کے بدعات میں نمایاں کمی ہوگئی۔
شیر۔ مجنوں۔ جوگی کا بننا تو ممنوع قرار دیا گیا۔ ربیع الاول میں
سرکاری طور پر میلاد النبی کا شاندار جلسہ ہونے لگا اور خلفائے
راشدین کا عرس بھی سرکاری طور سے ہونے لگا۔ لوگوں میں
تعلیم سے زیادہ دلچسپی پائی گئی۔ کانفرنس کا انعقاد ہوگیا اور

بہت سے ایسے اشخاص جو طالب علم یا خاندان علماء و مشائخین
سے تھے اون کے نام تنخواہ یا یومیہ یا وظائف جاری ہوگئے
علماء و مشائخین کی ربیع الاول میں سرکاری دعوت ہونے لگی
اور سرکار کی ہم طعامی سے وہ ممتاز ہونے لگے ۔ اس قدر جلد
انقلاب عظیم ہونے کی وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ ہمارے
ظل اللہ کے طرز عمل اور بعض احکام کے اثر سے اتنا جلد انقلاب
ہوا ہے میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ اگر واعظین رسوم کے ترک
کرنے پر زور دیتے تو کبھی اتنا جلد اثر قائم نہیں ہوتا یہ اعلیٰ قوت
کا اثر تھا کہ اس قدر جلد لوگوں کے خیالات کی اصلاح ہوگئی اور
لوگ قرضہ کی برداشت کرنے اور رسوم کی تکلیف اوٹھانیسے
محفوظ ہوگئے حق بات تو یہ ہے کہ ہمارے ظل اللہ ہمارے
زمانہ کے اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ہیں وہی باخبری وہی
قوت اسلامی وہی نظم و نسق ہے بقول رزیڈنٹ صاحب کے
کوئی مثل سرکار کے میز پر چوبیس گھنٹے سے زیادہ رہنے نہیں پاتی
اخبار صحیفہ روزانہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی روز ایسا خالی

نہیں جاتا جو مستحقین کے نام تنخواہ جاری نہوتی ہو کبھی مدارس کے نام امدادی تنخواہ۔ کبھی روز طالب علموں کے نام وظیفہ تعلیمی۔ کبھی مساجد اور پیش امام کے نام مشاہرہ۔ کبھی علما یا مشائخین کے نام وظیفہ یا یومیہ۔ کبھی مصنفین کو امداد معقول۔ کبھی بیوگان اور مستحقین کے نام تنخواہ۔ کبھی پچپن سال ملازمین کے نام وظیفہ جاری۔ اس معاملہ میں تو ہمارے سرکار کا قدم عالمگیر بادشاہ سے بھی بہت بڑھ گیا۔ سرکار انگریزی کو جو مدد دی گئی ہے اور جو سلوک اون سے ہوا ہے اور جس استقلال سے ہماری سرکار نے اون سے وفادارانہ اور خیر خواہانہ برتاؤ رکھا ہے۔ ایسے نظائر کم ملیں گے۔ اگرچہ خدا کے فضل سے ہمارے سرکار جوان ہیں لیکن یہ قول صادق آتا ہے :۔

غنی شاہ عثمان گردوں سریر		بدولت جوان و بہ تدبیر پیر

اورنگ زیب نے ملا جیون سے اور ہارون رشید نے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے اتنا سلوک اور فیاضی نہیں کی جیسا سلوک اور جیسی فیاضی ہمارے سرکار نے جناب مولوی

محمد انوار اللہ خاں صاحب المخاطب بہ نواب فضیلت جنگ
سے کی ہے۔ خدائے وحدہٗ لاشریک لہ سے یہ دعا ہے کہ
عرصۂ دراز تک ہمارے ظل اللہ ہمارے سروں پر مع
شاہزادگان بلند اقبال قایم و دایم رہیں۔ آمین ثم آمین۔
عین الدین۔ میں بہت غور کیا بیشک میں خطا پر تھا۔
آپ کے نیک مشورے سے میرے خیالات کی اصلاح ہوگئی
بات یہ ہے کہ اچھے لوگوں کی صحبت مجھے نہیں ملی یہ ہمارے
والدین کا قصور ہے۔ کہ شتر بے مہار کی طرح انھوں نے ہم کو
چھوڑ دیا تھا اگر پہلے ہی سے روک ٹوک ہوتی اور نگرانی رکھی
جاتی تو یہ نوبت نہیں آتی تھی۔
مہدی حسین۔ ابھی آپ کے خیالات کی اصلاح نہیں ہوئی
جو شخص خدا کے نعمات کی قدر نہ کرے بادشاہ وقت کے
احسانات نہ مانے اور ماں باپ کی دل سے عظمت نہ کرے
میرے خیال میں وہ شخص خر عیسیٰ سے زیادہ رتبہ کا نہیں ہے
اسی لئے عقلاء نے نالایق کی یوں تعریف کی ہے۔

اوس کے بعد عقائد کی اردو کتابیں پڑھا کر دار العلوم میں داخل کر دیا اور گھر پر یاد دلانے کے لئے ایک مدرس مقرر کیا۔ الحاصل لڑکے نے دو سال میں منشی کا امتحان پاس کر لیا۔ پھر میں خانگی طور پر پڑھاتا رہا اور دار العلوم سے بعرصۂ سہ سال مولوی کے امتحان میں کامیاب ہو گیا۔ چونکہ انگریزی بھی جاری تھی اس لئے سٹی ہائی اسکول میں شریک کرا دیا۔ پانچ سال میں میاٹرک کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد بمبئی بھیجدیا۔ وہاں امتحان بی۔ اے میں شریک اور کامیاب ہوا تب ولایت روانہ کیا گیا۔ بفضلہ تعالے اب بیرسٹری میں کامیاب ہو کر آگیا ہے۔ میں اپنے لڑکے کا اصلی حال بیان کروں تو آپ مبالغہ سمجھیں گے یا پدری محبت کا خیال ہو گا لیکن سچی بات یہ ہے کہ میرا لڑکا ذی لیاقت اور خوش چلن ہے۔ نماز۔ روزہ کا پابند اور سخت محتاط ہے۔ چھوٹوں سے شفقت اور بزرگوں کا ادب کرتا ہے اگر آپ کی رائے ہو تو میں اپنے لڑکے کو لاتا ہوں۔ آپ بھی اپنے فرزند کو بلوائیے۔ تاکہ تبادلۂ خیالات ہو۔

نالائق اوس کو کہتے ہیں کہ جو شخص خدائے تعالےٰ کے اور اپنے بادشاہ کے احسانات بھول کر ناشکری کرے اور ماں باپ کی عیب چینی سے اوس کو لطف حاصل ہو۔

اولاد اور ماں باپ کے باہمی تعلقات بہت نازک ہوتے ہیں۔ ماں باپ ہمیشہ اولاد پر شفیق و مہربان اور اولاد ماں باپ سے ناراض اور اون کی عیب جو۔

زید نے اپنے لڑکے کی عربی تعلیم اعلیٰ درجے کی دلائی لڑکا مولوی فاضل کے امتحان میں شریک ہو کر کامیاب ہوگیا۔ انگریزی دانوں کو اعلیٰ خدمات پر دیکھ کر لڑکے نے کہا کہ میرے ماں باپ مجھ کو محض نکما اور ملا بنا کر چھوڑ دیا اگر بجائے عربی کے بی۔ اے۔ تک تعلیم دلائے جاتی تو ہم بھی عہدوں پر مامور ہوتے اور زندگی آرام سے گذارتے۔

ایک شخص نے اپنے لڑکے کی۔ بی۔ اے۔ تک تعلیم دلائی لڑکے کے خیالات دیندارانہ نکلے اُس نے کہا کہ میرے والد نے مجھ کو دنیا کا کُتّا بنا چھوڑا اور دینداری سے دور ڈال دیا

عربی کی اعلیٰ تعلیم دلائی جاتی تو مذہبی اصول سے واقف اور قرآن و حدیث کے معنی سمجھنے پر قادر ہوتا خدا سے ڈرنے کا سامان میرے پاس ہوتا۔ دو دن کی دنیا کسی بھی طرح گذر جاتی ہے لیکن عقبیٰ کی فکر ہے اور بغیر عربی دانی کے احکام الہٰی سے واقفیت نہیں ہوتی۔

میرے نزدیک دونوں لڑکوں کے خیالات غلط ہیں۔ ماں باپ پر جس نے الزام لگایا وہ نالائق محض ہے۔ جس حد تک لڑکوں کو ماں باپ نے تعلیم دلائی۔ لڑکوں کا کام ہے کہ دل سے ماں باپ کے شکر گذار رہیں اور خود اوس علم کے حاصل کرنے میں کوشش کرلیں جس کا حاصل کرنا وہ ضروری سمجھتے ہوں۔

عین الدین۔ میں نے پرسوں اپنے ماں باپ سے قصورات کی معافی چاہی اور قدمبوس ہوا اونھوں نے معافی دی۔

مہدی حسین۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ اطاعت و فرمانبرداری سے ماں باپ کا راضی رکھنا بڑی لیاقت ہے۔

تمت بالخیر

کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو

عون الدین۔ افسوس یہ ہے کہ میرا لڑکا میرے قابو میں نہیں، میرے بلانے سے اوس کے آنے کی کب امید ہے۔ کوئی تدبیر آپ ہی نکال دیجئے۔

اس کے بعد ہادی حسین صاحب نے جلسۂ ایٹ ہوم ترتیب دیکر انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب کی دعوت دی۔ جسمیں ہادی حسین نے اپنے فرزند سے عون الدین کے فرزند کا تعارف کرایا۔ مہدی حسین نے اپنے باپ ہادی حسین سے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ عین الدین صاحب بیرسٹر میرے ملاقاتی ہیں اور بارہا ولایت میں ملاقات ہوئی ہے عون الدین کبھی اپنے لڑکے کو کبھی ہادی حسین کے لڑکے کو دیکھتے اور دل ہی دل میں کہتے تھے کہ مہدی حسین بھی آخر نوجوان اور بیرسٹر ہے لیکن اوس میں کس قدر لیاقت اور متانت ہے کہ اپنے باپ سے ہاتھ جوڑ کر ادب کے لہجہ میں جواب دیتا ہے۔ ایک ہمارا بھی لڑکا ہے کہ عقل میں سڑا ہوا ہے باپ کو سلام کرنے سے شرماتا ہے۔

مہدی حسین نے اپنے باپ سے یہ بھی کہا کہ جناب عین الدین صاحب

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

اکسفورڈ یونیورسٹی میں تھے اور فدوی کیمبرج یونیورسٹی میں داخل تھا
اس کے بعد عین الدین نے مہدی حسین سے مخاطب ہو کر کہا
ہَوْ آر یُوْ ڈیر مہدی ؟

مہدی حسین نے جواب دیا الحمد للہ علی احسانہ۔

عین الدین۔ میں نے تو انگریزی میں آپ سے خیریت دریافت کی تھی آپ نے جو جواب دیا ہے وہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے اور میں اوسے نہیں سمجھا۔

مہدی حسین۔ آپ نے خیریت دریافت کی۔ میں نے اسلامی طریقہ سے جواب دیا کہ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے بخیریت رکھا ہے۔

عین الدین۔ آپ نے انگریزی میں کیوں جواب نہیں دیا؟

مہدی حسین۔ اس وجہ سے انگریزی میں جواب نہیں دیا کہ آپ کو یہ یاد دلا دوں کہ یہ لندن نہیں ہے بلکہ ہندوستان ہے۔ جہاں کی عام زبان اردو ہے اور آپ اور میں دونوں مسلمان ہیں اور دونوں کی مادری زبان اردو ہے۔ بس اس سے زیادہ میرا مقصود نہیں تھا۔

عین الدین - میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ذرا ہٹکر آہستہ کہا کہ آپ اپنے باپ کا ضرورت سے زیادہ ادب کرتے ہو۔ اون کے سامنے ہاتھ بھی جوڑتے۔ اور اپنے کو فدوی غلام بھی اون کے روبرو کہتے اور سلام اس قدر جھک کر کرتے ہو گویا آپ اون کو بادشاہ سمجھے ہوے ہیں -

مہدی حسین - بلاشبہہ میرے باپ میرے حق میں بادشاہ ہیں بلکہ میں تو بادشاہ سے بڑھکر سمجھتا ہوں۔ دنیوی منفعت یا ضرر کے خیال سے بادشاہ کی ہم عظمت کرتے ہیں۔ بادشاہ کے احکام کی تعمیل کرنے اور اون کی اطاعت کے لئے قرآن شریف میں ایک یا دو جگہہ حکم آیا ہے۔ بخلاف اس کے والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے بیسیوں جگھ فرمان الہی صادر ہوا ہے۔ باپ کی نافرمانی تو کدھر باپ کے سامنے ہوں ہاں تک کہنا جائز نہیں ہے۔ حضرت اسمعیل علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ کے باپ آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو اونھوں نے جواب دیا کہ وہ اس کے مجاز ہیں اور میں اپنے باپ کے حکم کی تعمیل کے لئے ہر طرح آمادہ ہوں